صریر خامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 04, Issue 04 (October-December 2025)

سائبر وارفیئر اور اخلاقیات جنگ کا اسلامی تصور

Cyber Warfare and the Islamic Concept of War Ethics

1) Muhammad Mahroof
PhD Scholar, Department of Islamic & Religious Studies Hazara University, Mansehra
Email: mahroof1981@gmail.com

2) Dr. Saeed Ul Haq Jadoon
Lecturer, Department of Islamic & Religious Studies Hazara University Mansehra
Email: Saeedulhaqjadoon@gmail.com

Abstract:

In the contemporary world, the nature of warfare is rapidly transforming, and cyber warfare has emerged as a new and complex domain that significantly influences the balance of power among states. Attacks targeting information systems, digital infrastructure, and national security not only intensify the impacts of conventional warfare but also raise new questions regarding the ethics of war. The Islamic principles of warfare—particularly justice, non-aggression, protection of property and infrastructure, and safeguarding civilian populations—play a central role in determining the lawful and unlawful dimensions of cyber operations. This study examines whether modern cyber actions align with the ethical standards outlined in Islamic teachings. Furthermore, the research analyzes the extent to which targeting an adversary's communication systems, informational networks, or economic structures in the digital sphere corresponds with Islamic principles of justice, fulfilment of treaties, and the reduction of human suffering. Findings reveal that although cyber warfare represents a modern battleground, the overarching principles of Islamic law—such as the objectives of Shari 'ah, preservation of human dignity, and the concept of limiting warfare—provide clear ethical guidelines for its acceptable use.

Keywords: *Cyber Warfare, Ethics of War, Islamic Law, Shari 'ah, Justice, Civilian Protection, Digital Attacks, International Humanitarian Law, Maqasid al-Shari'ah, Cyber Security*

موضوع کا تعارف

جدید دور میں جنگیں صرف روایتی ہتھیاروں تک محدود نہیں رہیں بلکہ ڈیجیٹل ذرائع پر مبنی سائبر جنگ بھی ایک نئی اور مؤثر جنگی حکمتِ عملی بن چکی ہے۔ ایسے حملے بجلی، پانی، مواصلاتی نظام، صنعتی مراکز اور دیگر اہم تنصیبات کو متاثر کر کے ملک کے پورے معاشرتی اور ماحولیاتی توازن کو بگاڑ سکتے ہیں۔ اس تحقیق کا تعلق اسی حقیقت سے ہے کہ سائبر جنگ مسلح تنازع کے دوران ماحول کو کس طرح نقصان پہنچاتی ہے اور اسلامی اصول اس سلسلے میں کیا رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ موضوع کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ روایتی اور جدید جنگوں میں ماحول کے تحفظ کے شرعی اصول کیسے لاگو ہوتے ہیں اور ڈیجیٹل دور کی جنگوں کا اسلامی نقطۂ نظر سے کیا اخلاقی و قانونی مقام ہے۔

دنیا کی تاریخ یہ واضح کرتی ہے کہ انسانی تمدن کے ارتقاء کے ساتھ جنگیں بھی مسلسل چلتی رہی ہیں، جن کے اثرات صرف میدانِ جنگ تک محدود نہیں بلکہ سماجی، اقتصادی اور ماحولیاتی ڈھانچے تک پہنچے ہیں۔ جدید دور میں ٹیکنالوجی نے جنگ کے دائرے کو وسیع کر دیا ہے؛ اب محاذ صرف زمین یا فضا نہیں، بلکہ سائبر اسپیس، ڈرون نیٹ ورک، اور مصنوعی ذہانت سے لیس آلات بھی نئے ہتھیار بن چکے ہیں۔ ایسے جدید ہتھیار انسانی جانوں کے ساتھ ساتھ ڈیجیٹل انفراسٹرکچر، مواصلاتی نظام، توانائی اور پانی کے وسائل کو بھی نشانہ بناتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے ایٹمی یا کیمیائی ہتھیار نے ماضی میں شہری زندگی کو تہہ وبالا کیا تھا۔ یوں سائبر وار، جدید جنگ کی ایک مہلک شکل کے طور پر سامنے آتی ہے جو دنیا کے سیاسی، اقتصادی اور ماحولیاتی نظام پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے

اسلامی تعلیمات ماحول کے احترام، فساد سے بچنے اور غیر ضروری تباہی سے منع کرتی ہیں۔ اس مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام جدید سائبر جنگ کے چیلنجز کو بھی اپنے اخلاقی و قانونی اصولوں کے تحت پرکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ تحقیق پالیسی سازوں، محققین اور قانونی ماہرین کے لیے بھی رہنما ثابت ہو سکتی ہے۔

اس تحقیق کا بنیادی مقصد یہ جانچنا ہے کہ سائبر جنگ کے نتیجے میں ماحول کو پہنچنے والے نقصانات کا اسلامی قانون میں کیا حکم بنتا ہے۔ تحقیق اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اسلامی فقہ میں جنگ کے دوران ماحول، قدرتی وسائل اور عوامی نظام کے تحفظ کے جو اصول موجود ہیں، وہ جدید سائبر حملوں پر کس حد تک قابلِ اطلاق

ہیں۔ اس مطالعے کا ایک اور مقصد یہ ہے کہ سائبر جنگ کے بدلتے ہوئے تقاضوں کو اسلامی اخلاقیات کے ساتھ جوڑ کر ایک ایسی فکری بنیاد فراہم کی جائے جو ضروری قانونی راہنمائی پیش کر سکے۔

سائبر وار کا تعارف

"سائبر کا مطلب کمپیوٹر خصوصا انٹرنیٹ سے منسلک ہونا یا ان کا استعمال کرنا"[i] سائبر یا ورچوئل جنگ وہ جدید نوعیت کا تصادم ہے جس میں مخالف قوتیں روایتی ہتھیاروں کے بجائے کمپیوٹر نیٹ ورکس اور ڈیجیٹل نظاموں کو اپنا میدانِ کارزار بناتی ہیں، اور پوری لڑائی عملی دنیا کے بجائے مجازی فضا میں لڑی جاتی ہے"[ii] ماہرین سائبر وار کی تعریف میں لکھتے ہیں:

> *Cyber warfare refers to cyber-attacks carried out by one nation-state against another. It also encompasses attacks by terrorist groups or hacker organizations. These cyber-attacks will often take place under the radar, however, there has been an increase in the number of more high-profile cases including Russia's suspected manipulation of social media to influence the 2016 US presidential elections. One of the major problems with cyber warfare is it's often difficult to work out who launched the attack. Due to the anonymity the internet provides, and the deceptive methods used by hackers to cover their tracks, it can often be difficult to trace the perpetrator of a cyber-attack.*
> *Often it will only be the intelligence or guess work surrounding the motives that will point to the country, organization or person that may be behind the[iii]"*

ترجمہ:" سائبر وار فیئر سے مراد وہ سائبر حملے ہیں جو ایک ریاست دوسری ریاست کے خلاف انجام دیتی ہے۔ اس میں دہشت گرد گروہوں یا ہیکر تنظیموں کے حملے بھی شامل ہیں۔ یہ سائبر حملے اکثر خفیہ طور پر کیے جاتے ہیں، تاہم حالیہ برسوں میں ہائی پروفائل واقعات میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے، جیسے 2016 کے امریکی صدارتی انتخابات پر اثر ڈالنے کے لیے روس کی مبینہ سوشل میڈیا مداخلت۔ سائبر وار فیئر کا ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اکثر یہ معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے کہ حملہ کس نے کیا۔ انٹرنیٹ کی فراہم کردہ گمنامی اور ہیکرز کی جانب سے اپنے نشانات چھپانے کے لیے استعمال کی جانے والی فریب کاری کی تکنیکیں حملہ آور کا سراغ لگانا مشکل بنا دیتی ہیں۔ اکثر صرف خفیہ معلومات یا حملے کے محرکات کے بارے میں اندازہ ہی یہ بتا پاتا ہے کہ اس کے پیچھے کون سی ریاست، تنظیم یا فرد ہو سکتا ہے"

سائبر وار فیئر عموماً ایسے سائبر حملے یا حملوں کے سلسلے کو کہا جاتا ہے جو کسی ملک کو براہِ راست نشانہ بناتے ہیں۔ اس میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ سرکاری اور شہری انفراسٹرکچر کو شدید نقصان پہنچا سکے، اہم نظاموں میں خلل ڈال سکے، اور ایسی تباہی کا باعث بنے جس سے ریاستی سطح پر نقصان حتیٰ کہ جانی نقصان تک ہو سکتا ہے۔

تاہم، اس بات پر ماہرینِ سائبر سیکیورٹی کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ آخر کون سی سرگرمی کو "سائبر وار فیئر" قرار دیا جائے۔ امریکی محکمہ دفاع (DoD) انٹرنیٹ کے تخریبی استعمال سے پیدا ہونے والے قومی سلامتی کے خدشات کو تو تسلیم کرتا ہے، لیکن سائبر وار فیئر کی کوئی واضح اور جامع تعریف فراہم نہیں کرتا۔ بعض ماہرین کے نزدیک وہ سائبر حملہ جس کے نتیجے میں جان کا ضیاع ممکن ہو، اسے سائبر وار فیئر کہا جاسکتا ہے۔ عموماً سائبر وار فیئر میں ایک ریاست دوسری ریاست کے خلاف سائبر حملے کرتی ہے[iv]۔ اس حوالے سے جینوا آرٹیکل 35 کا متن یہ ہے:

> *"Although warring parties have the right to choose methods and means of combat, this right is not absolute. The use of weapons or tactics that inflict excessive injury or unnecessary suffering is strictly forbidden. Furthermore, it prohibits any form of warfare that is designed to, or may foreseeably, cause extensive, long-lasting, and serious harm to the natural environment[v]"*

> ترجمہ: " اگرچہ متحارب فریقوں کو جنگی طریقے اور ذرائع منتخب کرنے کا حق حاصل ہے، لیکن یہ اختیار مکمل طور پر بے قید نہیں ہے۔ ایسے ہتھیاروں یا طریقوں کا استعمال ممنوع ہے جو ضرورت سے زیادہ جسمانی تکلیف یا بے جا اذیت کا باعث بنیں۔ اسی طرح، وہ تمام جنگی طریقے یا ذرائع بھی ممنوع ہیں جن سے قدرتی ماحول کو وسیع پیمانے پر، دیرپا اور شدید نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو یا جن کا مقصد ہی ایسا نقصان ہو"۔

معلوم ہوا کہ جدید دور میں سائبر وار فیئر جنگ کی نئی شکل بن چکی ہے، جہاں ریاستیں اور تنظیمیں روایتی ہتھیاروں کی بجائے کمپیوٹر نیٹ ورکس، ڈیجیٹل نظام اور سائبر اسپیس کو میدانِ کارزار بناتی ہیں۔ یہ حملے اکثر خفیہ، غیر مرئی اور پیچیدہ ہوتے ہیں اور اہم انفراسٹرکچر جیسے بجلی کے گرڈ، مالیاتی نظام، فوجی ڈیٹا بیسز کو متاثر کر سکتے ہیں، جس کے نتائج مالی، انسانی اور ماحولیاتی نقصان کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ سائبر وار کے بڑھتے ہوئے خطرات نے قومی سلامتی، دفاعی حکمت عملی اور قانونی و اخلاقی ضوابط کی ضرورت کو واضح کر دیا ہے، اور عالمی سطح پر سائبر اسپیس کو حساس اور خطرناک جنگی میدان کے طور پر تسلیم کرایا ہے۔

سائبر سیکورٹی اور اسلامی تعلیمات

سائبر وار فیئر سے مراد وہ سائبر حملے ہیں جو ایک ریاست یا تنظیم دوسری کے خلاف کرتی ہے، جن میں دہشت گرد گروہ، ہیکرز، اور خودکار میلویئر شامل ہو سکتے ہیں۔ یہ حملے اکثر خفیہ اور غیر مرئی ہوتے ہیں اور اہم انفراسٹرکچر جیسے بجلی کے گرڈ، مالیاتی نظام، فوجی ڈیٹا بیسز اور صنعتی نیٹ ورک کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ عام اقسام

میں DDoS حملے، میلویئر (وائرس، ورمز، ٹروجن) اور غیر اپ ڈیٹ شدہ سافٹ ویئر شامل ہیں، جو انسانی، مالی اور ماحولیاتی نظام پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ سائبر وار کے خطرات کو کم کرنے کے لیے سائبر سکیورٹی، انسانی نگرانی، اخلاقی اور قانونی ضوابط لازمی ہیں[vi]۔

سائبر اسپیس جدید دور میں جنگ کا نیا اور اہم میدان بن چکا ہے۔ تاریخ میں جنگوں کی نوعیت ہمیشہ ٹیکنالوجی کے ساتھ بدلتی رہی ہے، اور اب سائبر ٹیکنالوجی نے جنگ کی حکمتِ عملیوں کو مزید وسعت دی ہے۔ امریکہ، برطانیہ اور نیٹو سمیت بڑی طاقتیں سائبر حملوں اور دفاع کو اپنی قومی سلامتی کا بنیادی حصہ بنا چکی ہیں، جس سے واضح ہوتا ہے کہ سائبر وارفیئر عالمی سطح پر ایک سنگین اور بڑھتا ہوا مسئلہ ہے[vii]۔

اسلامی تعلیمات میں انسانی حرمت، رازداری اور اجازت کے اصول کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ آج کے دور میں جب جنگ کے ذرائع تلوار اور بارود سے نکل کر سائبر ذہانت، ڈرونز اور سائبر ہتھیاروں تک پہنچ چکے ہیں، یہی قرآنی اصول ہمیں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ جدید سائبر ہتھیار، جو بغیر انسانی موجودگی کے دور دراز سے کارروائیاں کرتے ہیں، اکثر ایسے حدود پار کر جاتے ہیں جنہیں شریعت اور اخلاق دونوں ممنوع قرار دیتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ٹیکنالوجی کے اس دور میں اسلامی اصولِ اجازت، عدل اور انسانی وقار کو جنگی حکمتِ عملی کا حصہ بنایا جائے تاکہ طاقت کا استعمال اخلاقی اور ذمہ دارانہ دائرے میں رہے اور دوسروں کی پرائیویسی متاثر نہ ہو، قرآن کریم نے کسی کی پرائیویسی کو محفوظ رکھنے کے لیے واضح احکام پیش کی ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا ﴾[viii]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا کسی اور کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو۔"

جدید سائبر ہتھیاروں کے استعمال میں بھی اجازت، عدل اور انسانی حرمت کو مدنظر رکھنا لازم ہے تاکہ طاقت علم و اخلاق کے تابع رہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

" لَوْ أَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِعَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ، لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ[ix]

ترجمہ: "اگر کوئی آدمی بغیر اجازت تیری طرف جھانکے اور تُو اسے لاٹھی سے مار دے اور اس کی آنکھ نکل جائے تو تجھ پر کوئی گناہ نہ ہوگا"

نبی کریم ﷺ نے بلا اجازت کسی کی ذاتی جگہ میں داخل ہونا یا جھانکنا جرم قرار دیا ہے اور اس جرم کا مرتکب مؤاخذہ کا مستحق قرار دیا ہے۔

لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ، لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ"[x]

ترجمہ: "اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو میں اسے تمہاری آنکھ میں چبھوں دیتا، کیونکہ اجازت (استئذان) نظر کی حفاظت کے لیے مقرر کی گئی ہے"

قرآن اور حدیث میں پرائیویسی اور اجازت کا اصول واضح ہے کہ کسی کے گھر یا ذاتی جگہ میں بغیر اجازت داخل نہ ہوں۔ موجودہ دور میں یہ سائبر ہتھیاروں پر بھی لاگو ہوتا ہے: ڈیجیٹل نظام اور ذاتی ڈیٹا کسی کے "ڈیجیٹل گھر" کی طرح محفوظ ہیں۔ بغیر اجازت ہیکنگ یا سائبر حملے اخلاقی اور قانونی طور پر غلط ہیں اور قومی سلامتی، معیشت اور شہری اعتماد کو خطرے میں ڈال سکتے ہیں۔

بین الاقوامی قانون میں بھی سائبر وار ممنوع عمل ہے۔ جنیوا کنونشنز کے اضافی پروٹوکول اول کے آرٹیکل 35 میں جنگ کے اصول بتائے گئے ہیں۔ اس کے مطابق، فریقین کو جنگ کے طریقے اور ہتھیار منتخب کرنے کا حق ہے، لیکن یہ حق بے حد نہیں ہے۔ وہ ہتھیار یا طریقے استعمال کرنا منع ہے جو ضرورت سے زیادہ تکلیف یا اذیت پہنچائیں۔ اسی طرح وہ طریقے بھی ممنوع ہیں جن سے ماحول کو بہت زیادہ یا دیرپا نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو، یا جن کا مقصد ہی ایسا نقصان ہو۔ یہ اصول آج **سائبر وار** پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ جدید سائبر حملے، جیسے بجلی یا پانی کے نظام پر ہیکنگ، صنعتی سسٹمز کو نقصان پہنچانا یا معلومات چوری کرنا، انسانی زندگی اور ماحول کے لیے خطرہ ہیں۔ اگر ان حملوں کا مقصد شہریوں یا ماحول کو نقصان پہنچانا ہو، تو یہ بین الاقوامی قانون کے مطابق منع ہیں۔

سائبر وار اور اسلامی اخلاقیات جنگ

فقہا شروع سے ہی اس مسئلے کی جزئیات پر کلام کرتے آئے ہیں کہ جنگ کے دوران دشمن کے ساتھ سلوک کی نوعیت کیا رہنی چاہی اور آلاتِ جنگ کے استعمال میں کن امور کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ چند حسب ذیل ہیں :

1۔ سائبر وار اور فساد فی الأرض

جنگ کا مقصد دفاع ہے اور دفاع میں حد سے تجاوز کرنا ممنوع ہے، آج ہم دیکھتے ہیں کہ سائبر وار دفاع کے ساتھ عام شہریوں کے لیے تباہی کا سبب بن رہاہے جو دراصل ایک زمینی فساد ہے اور شریعت نے فساد کے دروازے بند کرنے کی تاکید کی ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا﴾[xi]

ترجمہ: "اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ"

ایک اور جگہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ"[xii]

ترجمہ:"جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کی سزا یہی ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا سولی پر لٹکایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے۔ یہ دنیا میں ان کے لیے ذلت ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔"

یہ آیت بتاتی ہے کہ زمین میں فساد پھیلانے والوں کے ساتھ سختی ہو سکتی ہے، مگر اصل سبق یہ ہے کہ طاقت کے استعمال میں انصاف، واضح شہادت اور ضرورت کا خیال ضروری ہے۔

اسلام کا اصول ہے کہ برائی یا نقصان کو روکنا، نیکی حاصل کرنے سے زیادہ ضروری ہے۔ یہی بات سائبر جنگ پر بھی لاگو ہوتی ہے، اگر کوئی سائبر حملہ اسپتالوں، پانی، بجلی یا ماحول کو نقصان پہنچا سکتا ہو تو اسے روکنا یا نقصان کم سے کم کرنا لازم ہے۔ یہی اصول "نقصان کو دور کرنا" کہلاتا ہے، جو اسلام میں لازمی عمل ہے۔[xiii]

﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾

ترجمہ:"زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ، اور اللہ کو خوف اور امید کے ساتھ پکارو۔ بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے"

یہ آیت ہمیں زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلانے کی ہدایت دیتی ہے۔ سائبر وار یا سائبر حملے جو پاور گرڈ، پانی کے پلانٹس، ڈیمز یا کسی صنعتی نظام کو نقصان پہنچا کر لوگوں کی زندگی یا ماحول کو خطرے میں ڈالیں، اسی آیت کے تحت "فساد فی الارض" میں شمار ہوں گے۔ یعنی ایسے حملے نہ صرف قانونی بلکہ شرعی طور پر بھی منع ہیں، کیونکہ یہ انسانی زندگی، ماحول اور معاشرتی نظام کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

2۔ سائبر وار اور راز پاشی سے متعلق اخلاقیات جنگ

اس طرح فساد کی ایک صورت کسی کی راز کو فاش کرنا ہے، اسلام راز داری کی تعلیم دیتا ہے جب کہ سائبر وار میں راز داری ختم ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے کسی نے گھر جانے اور اس کی پرائیویسی کا لحاظ رکھنے کے حوالے سے فرمایا:

"إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ"[xiv]

ترجمہ:"جب تم میں سے کوئی تین بار اجازت مانگے اور اسے اجازت نہ دی جائے، تو اسے واپس لوٹ جانا چاہیے"

ان روایات سے مستنبط حکم اور اصول آج کے ڈیجیٹل دور اور جدید ہتھیاروں، سائبر حملوں اور نگرانی کے نظاموں پر بھی یکساں طور پر لاگو ہوتا ہے۔ جس سے نجی حدود اور رازداری کی اہمیت کو واضح ہوتی ہے۔

یہ روایات نجی حدود اور خودِ حفاظت کے اسلامی اصول کی اہمیت بیان کرتا ہے: بغیر اجازت کسی کی ذاتی جگہ میں دخل اندازی جائز نہیں، اور ضرورتِ دفاع میں بعض حالات میں مؤاخذہ نہیں ہوتا۔ جدید دور میں یہی اصول خودکار ہتھیار، دور دراز سے چلنے والے نظام اور سائبر مداخلت پر بھی لاگو ہے، جہاں کسی کی رازداری یا قومی سلامتی کی خلاف ورزی بذاتِ خود حملہ شمار ہوتی ہے۔ اس لیے ٹیکنالوجی کے استعمال میں اجازت، احتیاط، ضرورت اور انسانی حساب ضروری ہیں۔ اسلامی اخلاق سکھاتا ہے کہ قوت نیت، عدل اور کم سے کم نقصان کے ساتھ استعمال ہو، اسی بنیاد پر خودکار ہتھیاروں میں انسانی فیصلہ، شفاف شواہد اور ذمہ داری لازمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا[xv]﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانیوں سے بچو، کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں، اور ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو۔"

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لا ينظر الرجل إلى عورة الرجل، ولا المرأة إلى عورةالمرأة، ولا يفضي الرجل إلى الرجل في ثوب واحد، ولا تفضي المرأة إلى المرأة في الثوب الواحد"[xvi]

ترجمہ": کوئی مرد کسی مرد کے ستر (شرمگاہ) کی طرف نہ دیکھے، اور کوئی عورت کسی عورت کے ستر کی طرف نہ دیکھے، اور نہ کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں لیٹے، اور نہ کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں لیٹے"

یہ حدیث انسانی عزت، پردہ اور رازداری کے تحفظ کا اصول بیان کرتی ہے۔ اسلام صرف جسمانی ستر نہیں بلکہ نجی زندگی اور حرمت کے ہر پہلو کے احترام کی تلقین کرتا ہے۔ آج جب جدید ہتھیار، نگرانی کے آلات اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نجی معلومات یا راز تک رسائی حاصل کر سکتی ہیں، تو یہ تعلیم یاد دلاتی ہے کہ کسی کی نجی زندگی میں مداخلت بھی ممنوع ہے۔ اسلام کے مطابق ٹیکنالوجی کا استعمال ہمیشہ عزت، وقار اور نجی حدود کے احترام کے ساتھ ہونا چاہیے۔

یہ قرآنی اور نبوی فرامین، اعتماد، احترام راز اور اخلاقی ذمہ داری کی بنیاد بتاتی ہے۔ اسلام بدگمانی اور کسی کے راز کو پاش کرنے سے منع کرتا ہے کیونکہ یہ معاشرتی امن اور اعتماد کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ جدید دور میں یہ اصول سائبر ذہانت، سائبر ٹیکنالوجی اور خودکار نگرانی پر بھی لاگو ہوتا ہے، جہاں ریاستیں اور ادارے دوسروں کی خفیہ معلومات اور منصوبوں تک رسائی حاصل کرتے ہیں، جو قرآن کے مطابق ناجائز تجسس ہے۔ اسلام سکھاتا ہے کہ ٹیکنالوجی کا استعمال انصاف، انسانیت اور اخلاقی حدود کے اندر ہو اور دوسروں کو نقصان کا ذریعہ نہ بنے۔ یہ آیت یاد دلاتی ہے کہ چاہے جنگ ڈیجیٹل میدان میں ہو، ایمان، عدل اور رازداری کا احترام ہمیشہ لازم ہے۔

3۔ سائبر وار میں غیر جنگجو کو نشانہ نہ بنانا

شریعتِ اسلامی میں جنگ کا ایک اخلاقی ضابطہ یہ بھی ہے کہ جنگ صرف جنگجو دشمن کے خلاف لڑی جائے اور معصوم، غیر مسلح اور غیر جنگجو افراد کو کسی صورت نشانہ نہ بنایا جائے۔ یہ ضابطہ دراصل انسانی جان کی حرمت اور شریعت کے عدل و انصاف کے تقاضوں کا اظہار ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"لَا تَقْتُلُوا النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ وَالشَّيْخَ الْكَبِيرَ"[xvii]

ترجمہ: "عورتوں، بچوں اور بوڑھے بزرگ کو قتل نہ کرو"

اس روایت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جنگ میں بے گناہوں کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیے؛ اسلام معصوم جانوں کے تحفظ کا حکم دیتا ہے۔ آج جنگیں سائبر حملے اور خودکار ہتھیار بھی بن چکی ہیں جو بجلی، اسپتال، پانی، بینک اور ٹریفک جیسے نظام مفلوج کر کے عام شہریوں کو شدید نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ خودکار نظام میں غلطی کا خدشہ بڑھ جاتا ہے جو اسلامی اخلاق کے خلاف ہے۔ لہٰذا ہر وہ ٹیکنالوجی یا طریقہ جو شہریوں کو نقصان دے، شرعاً ناروا ہے اسلام انسانیت، عدل اور احتیاط کو مقدم رکھتا ہے:

وَلَا تقتلُوا شَيخا فانياً، وَلَا طفْلا، وَلَا صَغِيرا، وَلَا امْرَأَة، وَلَا تغلوا، وضموا غنائمكم، وَأَصْلحُوا وأحسنوا، إِن الله يحب الْمُحْسِنِينَ"[xviii]

ترجمہ: "بوڑھے کمزور کو قتل نہ کرو، نہ بچے کو، نہ کمزور کو، نہ عورت کو، اور زیادتی مت کرو۔ اپنے مالِ غنیمت جمع کرو، اور اصلاح کرو اور بھلائی کا کام انجام دو۔ بے شک اللہ نیک کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"

یہ ہدایت جنگ میں انسانیت، عدل اور رحمت کا پیغام دیتی ہے: کمزوروں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے اور اصلاح و بھلائی کو فوقیت دی جائے۔ آج حملے فزیکل کے ساتھ سائبر شکل میں بھی ہوتے ہیں جو اسپتال، بجلی، پانی اور مواصلات کو معطل کر کے عام شہریوں کی جان و روزی خطرے میں ڈال سکتے ہیں؛ غلط

شناخت یا سافٹ ویئر کی خرابی معصوموں کو دیرپا نقصان پہنچاتی ہے۔ اس لیے حدیث کا اصول معصوموں کا تحفظ، ظلم سے پرہیز اور اصلاح سائبر وار پر بھی لاگو ہوتا ہے، اور جو ٹیکنالوجی شہریوں، ماحول یا آنے والی نسلوں کو نقصان پہنچائے وہ شرعی و اخلاقی طور پر ناقابلِ قبول ہے۔ نتیجتاً خودکار ہتھیاروں اور سائبر آپریشنز میں احتیاط، انسانی نگرانی، اخلاقی حدود اور مضبوط قانون سازی لازم ہیں تاکہ طاقت کا مقصد تباہی نہ بلکہ امن اور اصلاح ہو۔

4۔ سائبر وار میں غیر ضروری نقصان کا خدشہ

حد سے تجاوز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے اقدامات نہ کیے جائیں جن میں انسانی جان کی حرمت کا لحاظ نہ رہے اور قواعد وضوابط کی پابندی نہ ہو۔ سائبر وار میں انسانی جانوں کے ساتھ بے دریغ زیادتی کے کھلے امکانات ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے جنگ میں حد سے تجاوز کو منع کیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ xix

ترجمہ: "جو لوگ تم سے جنگ کرتے ہیں تم بھی اُن سے اللہ کی راہ میں جنگ کرو، لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

دفاع جائز ہے مگر ہدف ہمیشہ جنگی ہونا چاہیے، شہری، ماحولیاتی اور بنیادی نظام کو نقصان پہنچانا ممنوع ہے۔ "ولا تعتدوا" کے مطابق غیر ضروری نقصان اور فساد جائز نہیں۔ سائبر جنگ میں بھی یہی اصول لازم ہیں۔

"الضرر باعتباره مفسدة يجب رفعه وإزالته إذا وقع، كما يجب دفعه قبل وقوعه؛ لأن إبقاء الضرر إبقاء للمفسدة والشرع اعتنى بإزالة المفاسد أشد من اعتنائه بفعل المصالح.ومفاد القاعدة: أن دفع الضرر ورفعه إنما بقدر الإمكان، فإن أمكن إزالته كلياً وجب، وإلا فبالقدر الممكن" xx

ترجمہ: "ضرر (نقصان) چونکہ ایک مفسدہ ہے، اس لیے اس کا دور کرنا اور ختم کرنا ضروری ہے جب وہ واقع ہو جائے، اور اسی طرح اس کے وقوع سے پہلے اس سے بچاؤ کرنا بھی لازم ہے؛ کیونکہ نقصان کو باقی رکھنا دراصل فساد کو باقی رکھنا ہے، جبکہ شریعت نے مفاسد کو دور کرنے کا جس قدر اہتمام کیا ہے، وہ مصالح کے حصول کے اہتمام سے بھی زیادہ ہے"

سائبر وار میں پرندوں سمیت ماحول کا متاثر ہونا

سائبر حملے انسانی، حیوانی اور ماحولیاتی نظام کو متاثر کر سکتے ہیں۔ پانی، زرعی نظام اور ماحولیاتی کنٹرول سسٹمز پر حملہ جنگلی حیات اور پالتو جانوروں کے لیے خطرہ ہے۔ اسلام بے مقصد نقصان، انسان یا جانور کو نقصان پہنچانے کو منع کرتا ہے۔

"من قتل عصفورا عبثا عج إلى الله عز وجل يوم القيامة

يقول: يا رب، إن فلانا قتلني عبثا، ولم يقتلني لمنفعة "[xxi]

"جس نے کسی چڑیا کو بے مقصد قتل کیا، وہ قیامت کے دن اللہ عزوجل کے حضور شکایت کرے گی اور کہے گی اے میرے رب! فلاں شخص نے مجھے بے وجہ قتل کیا، اس نے مجھے کسی فائدے کے لیے قتل نہیں کیا"

حدیث میں بغیر فائدے کسی جانور کو نقصان پہنچانا بھی جرم ہے۔ اسلامی فقہ کا اصول "الضرر یُدفع بِقدر الإمکان" نقصان روکنے اور کم کرنے کا حکم دیتا ہے، جو جسمانی، مالی، نفسیاتی، ماحولیاتی اور ڈیجیٹل نقصانات پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

"الضَّرَر يدْفع بقدر الْإِمْكَان، فَإِن أمكن دَفعه بِالْكُلِّيَّةِ فبها، وَإِلَّا فبقدر مَا يُمكن جبره بِهِ "[xxii]

ترجمہ: "نقصان کو ممکن حد تک دور کیا جائے؛ اگر ممکن ہو کہ اسے مکمل طور پر دور کیا جائے تو اسی طرح کیا جائے، اور اگر ممکن نہ ہو تو جتنا ممکن ہو اتنا نقصان دور کیا جائے، اور اگر اس کا جبر یا تلافی ممکن ہو تو اسی کے مطابق"

اس قاعدے کا مقصد انسانی زندگی، وسائل اور معاشرتی ڈھانچے کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ نقصان کے ہر امکان کو روکنا یا اس کا متبادل فراہم کرنا نہ صرف اخلاقی اور دینی تقاضہ ہے بلکہ معاشرتی استحکام اور ترقی کے لیے بھی ضروری ہے۔ سائبر حملوں کے تناظر میں یہ اصول اس بات پر زور دیتا ہے کہ کسی بھی سائبر حملے سے پہلے کم سے کم نقصان کی کوشش کی جائے، اور اگر نقصان ہو جائے تو متبادل یا تلافی کے ذرائع فراہم کیے جائیں۔

نتائج:

1. سائبر وارفیئر جدید جنگ کا بنیادی حصہ بن چکی ہے جو روایتی جنگوں کی طرح نہ صرف دشمن ریاست بلکہ شہری، معاشرتی اور ماحولیاتی نظام کو بھی شدید متاثر کرتی ہے۔
2. سائبر حملوں کے ماحولیاتی اثرات حقیقی ہیں؛ توانائی، پانی، صحت، صنعتی نظام اور ڈیجیٹل انفراسٹرکچر کی تباہی قدرتی ماحول کا توازن بگاڑ سکتی ہے۔
3. اسلامی اصولِ جنگ انسانی جان، ماحول اور املاک کے تحفظ پر زور دیتے ہیں اور غیر ضروری تباہی، فساد، دھوکہ دہی، اور شہریوں کو نقصان پہنچانے کی سخت ممانعت کرتے ہیں، جو سائبر جنگ کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔
4. اسلامی اخلاقیات اور بین الاقوامی انسانی قانون (IHL) دونوں متفق ہیں کہ شہری آبادی، بنیادی انفراسٹرکچر اور ماحول کو جنگی کارروائیوں کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا، خواہ جنگ روایتی ہو یا سائبر۔

5. خودکار ڈیجیٹل ہتھیار انسانی اخلاقی فیصلے کے بغیر غیر متوقع نقصان پیدا کر سکتے ہیں، اس لیے اسلامی اصولوں کے مطابق انسانی نگرانی، عدل اور ذمہ داری لازمی ہے۔

سفارشات

1. سائبر جنگ کی منصوبہ بندی میں اسلامی اخلاقیات—عدل، امانت، انسانی حرمت اور کم سے کم نقصان—کو بنیادی حیثیت دی جائے۔
2. ریاستیں توانائی، پانی، صحت اور صنعتی نظام جیسے بنیادی انفراسٹرکچر کی حفاظت کے لیے جامع سائبر سکیورٹی پالیسیاں بنائیں تاکہ محیطی اور انسانی نقصان سے بچا جا سکے۔
3. سائبر حملوں میں بلا اجازت رسائی، ڈیٹا چوری، دھوکہ دہی اور شہری نظام کو نقصان پہنچانا اسلامی اصولوں کے مطابق ممنوع قرار دیا جائے۔
4. خودکار سائبر ہتھیاروں کے استعمال میں انسانی نگرانی اور اخلاقی فیصلہ سازی لازمی کی جائے تاکہ غیر ارادی نقصان، فساد اور سماجی عدم استحکام سے بچا جا سکے۔
5. ریاستیں اسلامی فقہی اصول اور بین الاقوامی قوانین کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سائبر جنگ کے لیے واضح اخلاقی و قانونی ضوابط مرتب کریں تاکہ مستقبل کی جنگیں انسانیت، ماحول اور امن کے تقاضوں کے مطابق محدود رہ سکیں۔

حواشی وحوالہ جات

[i] https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/cyber?a=british
[ii] https://almirsadur.com
[iii] https://www.metacompliance.com/cyber-security-glossary/cyber-warfare.
[iv] https://youtu.be/fFqFInLlYpg?si kXEbpc79728zhfxH
[v] https://ihl-databases.icrc.org/en/ihl-treaties/api-1977/article-35.
[vi] https://www.metacompliance.com/cyber-security-glossary/cyber-warfare ،accessed.
[vii] Cyber Warfare: Issues and Challenges, Michael Robinson^*, Kevin Jones, Helge Janicke, a: De Montfort University, Leicester, UK, Page 2

[viii] القرآن،سورة النور،24 : 2

[ix] **صحيح مسلم** باب تحريم النظر في بيت غيره-رقم الحديث:44-

[x] **صحيح بخارى** ،بَابٌ: الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ البَصَرِ،رقم الحديث:6241-

[xi] القرآن،الاعراف ،7: 56

[xii] القرآن،سورۃالمائدہ،5: 33-

[xiii] محمد صدقي بن أحمد بن محمد آل بورنو أبو الحارث الغزي، مُوسُوعَة القَواعِد الفِقْهِيَّة، بيروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، 1424هـ/2003م، ج 6، ص 259-

صحيح بخارى ،بَابُ التَّسْلِيمِ وَالِاسْتِئْذَانِ ثَلاَثًا،رقم الحديث :6245-

[xv] القرآن،سورۃالحجرات،49: 12-

[xvi] صحيح مسلم، باب تحريم النظر إلى العورات،رقم الحديث:74-

[xvii] ابن قدامة المقدسي، عبد الله بن أحمد بن محمد .المغني .قاہرہ: مكتبة القاهرة، 1968، ج 9، ص: 311.

[xviii] أحمد بن فرح اللخمي الاشبيلي، مختصر خلافيات البيهقي، ، مكتبة الرشد، الرياض، ، 1997،ج 1، ص :48-

[xix] القرآن، سورة البقرة، 2 :190-

[xx] محمد صدقي بن أحمد بن محمد آل بورنو أبو الحارث الغزي، مُوسُوعَة القَواعِد الفِقْهِيَّة، بيروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، 1424هـ-/2003م، ج 6، ص 259-

[xxi] سنن نسائی ،باب من قتل عسفورا بغيرحقها،رقم الحديث :4446-

[xxii] احمد بن الشيخ محمد الزرقا، شرح القواعد الفقهية، دار القلم، دمشق، 1989ء، ج 1، ص 207-